

مطلب یہ ہے کہ جنونِ عشق ہماری فطرت میں سرایت کر چکا ہے جس طرح فطرت کو تبدیل کرنا ممکن نہیں، اسی طرح جنونِ عشق بھی ہم سے چھڑایا نہیں جاسکتا بیشک نصیحت کرنے اور راہِ خیر خواہی تدبیر کے لیے انتہائی قدم اٹھالیا یعنی ہمیں قید میں ڈال دیا، لیکن جنونِ عشق صحراوردی پر موقوف نہیں، ہم سے اسیری میں بھی برابر اس کے مظاہرے سرزد ہوتے رہیں گے۔

بظاہر ناصح کا لفظ یہاں محلِ نظر معلوم ہوتا ہے، اس کی جگہ کوئی ایسا آدمی ہونا چاہیے، جو حکومت کی طرف سے غیر مناسب افعال کے انسداد پر مامور ہو، مثلاً محتسب، لیکن مرزا نے یہاں "ناصح" دانستہ استعمال کیا۔ ان کا مقصود وہ فرد ہے، جو راہِ خیر خواہی یہ تدبیریں اختیار کر رہا ہے، لہذا یہاں ناصح ہی موزوں ہے۔ خود قید کرنا اس کا کام نہ ہو، مگر وہ قید کر سکتا ہے۔

اس شعر کا ایک مفہوم اور بھی ہے۔ یعنی جو لوگ حق و صداقت سے سچا عشق رکھتے ہیں، اُن کے راستے میں جتنی بھی تکلیفیں اور مشقتیں آجائیں، وہ روگرداں نہیں ہوتے۔ ہر مصیبت صبر و سکون سے جھیل لیتے ہیں اور اپنے مقصد کے لیے ہر ممکن سعی پر بدستور قائم رہتے ہیں۔ گویا مرزا کا مطلب یہ ہے: ہمیں کسی بھی سلوک سے سابقہ پڑے، کتنی ہی تکلیفیں پیش آئیں، ہم حق و صداقت سے منہ نہیں موڑ سکتے۔

۶۔ لغات۔ خانہ زاد: جو کسی کے گھر میں پیدا ہوا ہو اور وہیں پلا

ہو۔ بظاہر اس کا مطلب ہے وہ شخص جو کسی گھر سے خصوصی نسبت رکھتا ہو لیکن جاگیر داری کے دور میں اس کا اطلاق غلاموں یا ان کی اولاد پر ہوتا رہا۔

تشریح :- ہم زلف کے خانہ زاد ہیں، یعنی ہمیں زلف سے ایسی خصوصی

نسبت ہے، جو کبھی ٹوٹ نہیں سکتی، اس لیے ہم زنجیر سے کیونکر دور بھاگ

سکتے ہیں؟ اس مصرع میں زنجیر اور زلف کی مناسبت ظاہر ہے، نیز زلف کے

بیچ کو خانہ قرار دے کر وابستگی کی بنا پر اپنا خانہ زاد ہونا ثابت کیا۔ خانہ زاد کے

لفظ سے مرزا کا مقصود یہ ہے کہ جس طرح خانہ زاد اس گھر کو اپنا گھر سمجھتا ہے،